Tuhfa-i-Ahmadiyyah
by
Ibad ullah

واللہ علی کل شیٔ قدیر
کتاب تحفۂ احمدیہ
1855
سنہ ۱۲۷۲
در مطبع محمد اسماعیل انبری طبع گردید
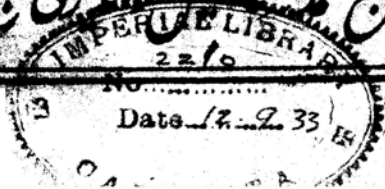
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس خلاق علی الاطلاق کو سزا[illegible]
نفس واحد سیدنا آدم علیہ السلام سے ہم لکھوں کروڑوں
عدم سے وجود میں لایا اور ہم کو جفت جفت پیدا کر کے
لئے نکاح حلال اور سفاح حرام کیا اور اپنے حبیب رسول
مقبول سرور کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین
شفیع المذنبین افضل الانبیاء والمرسلین

صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ
اجمعین کو ہماری ہدایت کے لئے مبعوث کر کے انکی
تعریف میں زبان ہماری قاصر و کوتاہ تھی کہ اسنے انکی
وصف میں انک لعلیٰ خلق عظیم فرمایا اب ہمکو
تنا چاہیے کہ آنحضرت نبی مختار پر اور انکی آل اطہار
اور اصحاب اخیار پر رحمت بیحساب بھیجنے کی دعا اللھم
صل افضل صلواتک وانمیٰ برکاتک علیٰ اسعد
مخلوقاتک واشرف موجوداتک سیدنا
ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم عدد
معلوماتک ومداد کلماتک کلما ذکرک الذاکرون
وغفل عن ذکرک الغافلون
روز حساب

کبریا مین مانگا کرین بعد اس کے معلوم کیا چاہئے کہ نکاح
کرنا اگرچہ اصل مین مباح یا سنت ہی اما جو عورت کہ وجہ شرعی
سے خریدہ کرنے مین یا دوسرے سبب سے اپنی ملک
مین آسکتی ہوگی سو عورت بدون نکاح کے کسی مذہب
و ملت مین اپنے پر حلال ہوتی نہین اس لئے یہہ طریقہ نکاح کا
ابتداء آدم علیہ السلام سے جمیع اہل اسلام مین بلکہ اہل
ادیان باطلہ مین بھی ہمیشہ جاری ہی اور جنت مین بھی
بلکہ قیامت تک ہمیشہ جاری رہیگا اور یقین ہے کہ کسی حلال
عورت کے ساتھ بدون نکاح کرنے کے نسبت کی تابعی
اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کی بہبودی اور حرام کاری
سے [illegible] اختیار کرکے حاصل ہونا ممکن نہین اور اللہ تعالی کی

رضامندی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی
نکاح صحیح اور درست ہونے پر موقوف ہے سو بعضے لوگ
جو احکام نکاح سے واقف ہیں اور اپنا عمل کتاب و سنت پر
رکھتے ہیں وے البتہ نکاح اپنا صحیح و درست ہونیکے
درپے رہتے ہیں اما ہمارے ملک کے اکثر لوگ کم علمی کے
باعث اپنی نکاح کی صحت اور غیر صحت پر خیال رکھتے نہیں فقط
رسومات شادی کی تجویز کرکے نکاح خوانی کے نام سے
کام رکھتے ہیں اور اسوقت کے سرکار دولت مدار نے
فقط مسلمانون کی نکاح خوانی اور طلاق و فسخ کی کام رانی
کے لئے کئی لوگون کو سندین دیکر قاضی بنایا ہے انمین سے
اکثر قاضیون کا اور انکے نائبون کا یہہ حال ہے کہ وقت نکاح خوانی

صیغہ نکاح چھپا ویسا پڑھا دیکر نظر انکی فقط اپنے حق کے
روپئے جمع کرنے پر رہتی ہے غرض یہان کے اکثر لوگون کا
یہہ حال اور بہت سے قاضیون کی اور ان کے نائبونکی یہہ
چال دیکھ کے خیر خواہ مسلمانان وسیلہ بیکسان فیض رسان
زمان والا شان امیر کبیر روشن ضمیر صاحب الرای والتدبیر
ملجاء غریب و فقیر ذو الجاہ والوقار حضرت محمد ابراہیم
صاحب سرکار دفتر دار خان بہادر صاحب ساکن بانکوٹ
دام ظلہ العالی کے فرزند ارجمند نیک اختر غریب پرور نونہال
گلشن علم و شگوفہ تواضع و حلم دوربین اندیش کار حضرت شریعت
پناہ قاضی غلام احمد صاحب سرکار اطال اللہ عمرہ و
زاد علمہ و شرفہ سنہ ۱۲۶۳ ہجریہ مقدسہ میں مجلس

محل جالگاؤن وچندی وکیلسی بعلقہ سورمنڈر گلگ ضلع

رتناگیری کی قضات کے کام پر مقرر ہو کر اس مسکین اضعف

عِبادُ اللہِ الجلیل خادم الطلاب محمد اسمٰعیل

کو کئی ساکن رتناگیری کو رغبت دیکے ارشاد کیا کہ ایک

رسالہ احکام نکاح کے بیان میں کہ جسمین ضروری مسائل

ارکان نکاح کے اور نسبی اور سببی اور رضاعی محرمات

عورتوں کی گنتی اور ضروری بیان مہر اور طلاق اور فسخ

اور لعان اور ایلا اور خلع اور عدت اور رجعت اور نفقہ کا

اور نکاح خوانی کے صیغوں کی ترتیب ہو ایسا یہان کے

محاورے کی ہندی زبان میں لکھا جاوے تو فایدہ مند

ہو کر سعی آپکی عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہو جاوے بنابر اسکے

اس مسکین کار خیر جانکر بمقتضائے وَمَن یَتَوَکَّل
عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسبُہٗ خدا تعالی پر توکل کرکے
خالصًا لوجہ اللہ الکریم بقدر وسعت وطاقت اپنی سعی
وکوشش کرکے یہہ رسالہ حضرت امام محمد بن ادریس
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی معتبر کتاب منہاج اور
تحفہ شرح منہاج اور محلی شرح منہاج اور فتح المعین شرح
قرۃ العین اور منہج الواضح شرح احکام احکام النکاح اور
فتاوی ابن زیاد اور عمدہ وغیرہ اور امام اعظم ابوحنیفہ
نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی مذہب کے
معتمد کتاب ہدایہ شرح ہدایہ اور کنز الدقایق اور شرح
وقایہ اور رد المحتار معہ فتاوی عالمگیریہ اور فتاوی حمادیہ

وغیرہ کتابون سے لکھکر جن مسئلونمین دونو مذہب کا خلاف
تھا سو بھی دریافت کر کے جہان تہان لکھا ہے تا کہ آن جناب
فیضماب کے لئے تحفہ ہو کر دونو مذہب کے لوگون کو فایدہ
ہوا اور اس مسکین کو اور اسکے استاد صاحب ارشاد جو
مغفور مولانا حضرت سید عبد القادر صاحب ملکہ پوری
سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کو اور اس کے
معاون ومددگارون کو دعاخیر سے یاد فرماوین اب
علماء دیندار اور فضلاء ذوی الاعتبار کی خدمت مین
یہہ التماس ہے کہ اس رسالہ مین کہین سہو یا خطا نظر آوے
تو فایدہ عالم پر نظر رکھکے بعد تحقیق فتوے کے اسی اصلاح
سے اصلاح دیکر اس مسکین کی عیب پوشی کرین اور اس

رسالہ میں ایک مقدمہ اور دس باب اور ایک خاتمہ ہے

مقدمہ

جاننا چاہیے کہ اللہ جل شانہٗ و عزبرہانہٗ نے قرآن مجید اور فرقان حمید میں فرمایا ہے فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً یعنی نکاح کرو تم ان سے جو پسند آوے تمکو عورتوں میں سے دو دو تین تین چار چار پس اگر ڈروگے تم عدل اور برابری کرنے سے تو نکاح کرو تم ایک ایک عورت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا ہے یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ

اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ
بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ
اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یعنے ای لوٹے جوانون کے
جوکہ سکیگا تم مین سے وطی کرنے کو چاہیئے کہ
نکاح کرے وہ کیونکہ وہ نکاح زیادہ بچانیوالا ہی
آنکھ کو پرائی عورت سے اور نگاہ رکھنے والا ہی
ستر نگاہ کو زنا سے اور جو کہ نہ سکیگا تم مین سے نکاح
کرنے کو تو چاہیئے کہ روزے رکھے وہ کیون و
روزے اسکے لئے توڑنے والے ہین شہوت
کو روایت کئی اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم
رحمہما اللہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے

مسئلہ نکاح کرنا اصل مین مباح ہی اور وقت شہوت
کے سنت ہی یعنے جس شخص کو نکاح کرنے کی حاجت ہو
اور اس کے نزدیک مہر اور نان نفقہ اور کپڑا اور رہنے
مکان اور عورت کو دینے کا خرچ ہو تو اسنے نکاح کرنا
سنت ہی اور اس کے نزدیک یہہ خرچ نہ ہو تو اسنے
نکاح کرنا سنت نہین بلکہ بہتر یہہ ہی کہ وہ شخص شہوت
اپنی روزے رکھکے توڑے کافور وغیرہ دوائین
کھا کر نہ توڑے اور جس شخص کو نکاح کرنے کی خواہش
وحاجت نہ ہووے اور یہہ خرچ نکاح کا بھی اس کے نزدیک
نہو وے تو اس نے نکاح کرنا مکروہ ہی اور خرچ ہو تو
مکروہ نہین بلکہ اس نے خدائے تعالی کی بندگی مین مشغول

ہنا افضل ہی مگر یہہ خرچ نکاح ہووے اگر بسبب
بڑھاپے کے یا بسبب بیماری ہمیشہ کے یا بسبب
سستی شہوت کے وہ شخص وطی کرنے سے
عاجز ہی اسیطرح جس عورت کو نکاح کرنے کی خواہش
وحاجت ہووے اُسنے کسی مرد کے ساتھہ نکاح کرنا سنت
ہی اور امام اعظم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب
مین مرد اور عورت کے حق مین نکاح کرنا اصل مین سنت
ہی اور وقت غلبۂ شہوت کے واجب ہی اور ظلم
اور تعدی ہونیکا خوف ہو تو مکروہ ہی مسئلہ
نکاح کرتے وقت ناکح نے یعنی دولہے نے اور
منکوحہ نے یعنے دلہن نے سنت ادا کرنے کی اور

اور اپنے کو حرام کاری سے بچانے کی نیت کرنا
سنت ہے مسئلہ بہتر ہے کہ منکوحہ عورت دیندار
اور باکرہ یعنی اچھوتی اور بہت بچے جننے والی عورتوں
کی خاندان کی اور زیادہ محبت و میا والی اور میانہ
قد گوشت بھری ہوئی اور خوب خصلت نیک چال
اور اچھے نسبت والی اور سخاوت والی ہو تو دور کی
سخاوت والی ہو مسئلہ نکاح کا پیغام کرنے
کے آگے ناکح نے منکوحہ کو دیکھنا سنت ہے مگر
منہہ اور ہتیلی کے سوا دیکھنا درست نہین اسی طرح
منکوحہ نے بھی ناکح کو دیکھنا سنت ہے مگر ناف سے
گھٹنوں تلک دیکھنا جایز نہین مسئلہ جب عورت کو

کسی کے نکاح مین یا عدت مین نہو اس عورت کے
طرف کسی نے پیغام نکاح کا صاف صاف یا اشارے
کے ساتھہ کرنا درست ہی اور جب کسی کے نکاح مین
ہووے تو اس کے طرف پیغام نکاح کا صاف صاف
یا اشارے سے کرنا درست نہین اور کسی کی طلاق
بائن یا فسخ وغیرہ کی عدت مین ہو تو اس کے طرف
پیغام نکاح کا صاف صاف کرنا درست نہین اور اشارے
کے ساتھہ درست ہی اور جب ایک شخص کو اس عورت
کی طرف سے صاف قبولیت کا جواب ملا ہوگا تو اس شخص
کے حکم کے سوا دوسرے شخص نے اس عورت کیطرف
پیغام نکاح کا کرنا حرام ہی مسئلہ

منگنی کرتے وقت پہلے اور نکاح کرتے وقت پہلے
خطبہ پڑھنا سنت ہے اور نکاح کے پہلے عورت کے
ولی نے یا اسکے ولی کے وکیل یہہ کہنا سنت ہے
زَوَّجْتُكَ هٰذِهٖ عَلٰى مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ اِمْسَاكٍ
اَوْ تَسْرِيْحٍ بِاِحْسَانٍ یعنی نکاح کر دیتا ہون مین
تجھکو یہہ فلانی عورت اللہ کے حکم پر کہ رکھے تو
اسکو اچھی طرح سے یا چھوڑ دیوے تو اسکو احسان
اور خوبی کے ساتھہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ وَنَفْسِيْ بِتَقْوَى اللّٰهِ
عَلٰى مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اتنا خطبہ پڑھا تو بھی کافی ہے

اما کس

غا اس باب میں جو خطبہ عبد اللہ ابن مسعود سے
مروی ہے اور بہت اماموں اور علماؤں نے
وہ خطبہ پڑھنا پسند ورتبرک جانا ہے سو یہ ہے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ
یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا
بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَلَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ

باپ کا نام لیوے اور کئی اکی بکہ مشتہری ہوئی
مہر منکوحہ کی بیان کرے اور الفاظ مہر بیان
کرنیکا خاتمہ کی چوتھی فصل مین معلوم ہونگے انشاء
اللہ تعالے مسئلہ سنت ہے کہ نکاح اچھے
لوگوں کے سامھنے مسجد مین جمعہ کے روز فجر کے
وقت شوال کے مہینے مین پڑہا جاوے بعد جب
ناکح اپنی منکوحہ کے ساتھ پہلے سے ملے تو جمعہ
کے روز ملے اور پہلی ملاقات کے وقت
اپنا سیدہا ہاتھ منکوحہ کی پیشانی پر رکھکے بارک
اللہ لکل منا فی صاحبہ کہے یعنی مبارکی دیوے
اللہ تعالے ہم دونوین سے ہر ایک کو اسکی صحبت

والے ہین مسئلہ ولیمہ کرنا یعنے بعد نکاح کے
پہلے یا دوسرے یا تیسرے روز لوگون کو کھانا
کھلانا سنت ہے اور اس کھانے کے لئے ایک
تو بھی بکرا یا بکری چاہیئے اما اگر بکری یا بکرا میسر نہو
تو سوا اسکے بھی ولیمہ درست ہے اور اس ولیمہ کی دعوت
قبول کرنا فرض ہے مگر جب کھانا دینے والا خصوص
تونگرون کو دعوت کریگا یا دعوت قبول نکرین تو کچھ
دہشت ہے یا دعوت قبول کرنے سے کچھ بزرگی
ملتی ہوگی یا وہان کوئی شخص اپنے کو ایذا دینے
والا ہوگا یا جس کے ساتھ بیٹھنا لایق نہین ہے اسکے
ساتھ بیٹھنا پڑیگا تو وہان ناچ رنگ وغیرہ باجا غیر شرعی

ہوتا ہوگا یا دیوارون اور پردون پر یا پہنے ہوئے
کپڑون پر آدمیون کی یا جانورون کی تصویرین ہونگی
تو وہ دعوت قبول کرنا درست نہین مگر اس شخص کے
جانے سے وہان کے غیر شرعی کام دور ہوتے
ہونگے تو جاوے اور جب کھانا دینے والا مالک
اپنے سامنے کھانا لا رکھے تو وہ کھانا کھانے کے
لئے حکم مالک کا ضرور نہین مگر اس کھانے مین سے
کسی مانگنے والے کو یا بلی وغیرہ بدون حکم مالک
کے دینا درست نہین

باب پہلا

ارکان نکاح کے بیان مین بوجھنا چاہئے کہ رکن

نکاح کے پانچ ہین رکن پہلا نکاح کے ایجاب
وقبول کا صیغہ رکن ہے دوسرا نکاح کے دو شاہد
رکن ہے تیسرا منکوحہ عورت کا ولی رکن چوتھا ناکح یعنی
دولہ رکن پانچوان منکوحہ یعنی دلہن پس ان پانچ
رکن مین سے اگر ایک رکن نکاح مین پایا نہ جاوے
تو وہ نکاح منعقد و درست ہوتا نہین اور امام اعظم صاحب
رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب مین رکن نکاح کا فقط
ایجاب و قبول کا صیغہ ہے اور باقی سب چارون
نکاح کے شرط ہین رکن نہین رکن پہلا
نکاح کے ایجاب و قبول کا صیغہ بوجھا چاہیئے
کہ نکاح درست اور منعقد ہونے کے لئے نکاح کے

ایجاب وقبول کا صیغہ برابر درست ہونا ضرور ہے

مسئلہ نکاح کے ایجاب کرنے کے صیغے مین لفظ

نکاح کر دے نے کا جیسا کہ انکحت نکاح کر دیا مین نے

یا لفظ جورو کر دینے کا جیسا کہ زوجت جورو کر دی

مین نے ہونا نکاح شرط ہے اور زوجت

وانکحت جورو کر دی مین نے اور نکاح کر دیا مین نے

یہہ دونو لفظ ملا کر کہیگا تو بہتر ہے اور امام اعظم

رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے علما فرماتے ہین کہ

ایجاب نکاح کا درست ہونے کے لئے فقط لفظ

زوجت اور انکحت کا خاص نہین بلکہ جیسا

ان دونو لفظون سے ایجاب نکاح کا درست ہوتا ہے

ویساہی جو لفظ ترجمہ ملک کر دینے کے لئے
موضوع ہین چنانچہ وَھَبتُ بخشا مین نے اور مَلَّکتُ
ملک کر دی مین نے اور بِعتُ بیچا مین نے
اور تَصَدَّقتُ صدقہ کر دیا مین نے ان لفظون سے
بھی ایجاب نکاح کا درست ہوتا ہے تو جاننا چاہئے
کہ نکاح کے ایجاب کے صیغے کہنے کی ترتیب
خاتمہ کی تیسری فصل مین بتفصیل لکھی جاویگی انشا
اللہ تعالے مسئلہ منکوحہ معلوم ہونے کے
لئے نکاح کے ایجاب کے صیغون مین منکوحہ کا نام
اور نام اور اس کے باپ کا نام نسب مقام کے
ذکر کرنا شرط ہے جیسا کہ خاتمہ کی پہلی فصل مین

منکوحہ کا نام بیان کرنیکے لفظ بتفصیل مذکور ہو
وینگے انشاء اللہ تعالی **مسئلہ** نکاح کے ایجاب
کے صیغون مین نکاح کی نسبت ناکح کیطرف کرنیکے لفظ
ہین چنانچہ ہر ایک ایجاب کرنے والے کے
نکاح کی نسبت کیطرف کرنیکے لفظ خاتمہ کی دوسری
فصلمین بتفصیل آوینگے انشاء اللہ تعالے مسئلہ
نکاح کے ایجاب کے صیغون مین ٹھہری ہوئی
مہر منکوحہ کی ذکر کرنا سنت ہے شرط نہین
اور ایجاب کے صیغون مین مہر بیان کے لفظ خاتمہ
کی چوتھی فصل مین تفصیل لکھتے ہین آوینگے انشاء اللہ تعالی
مسئلہ نکاح قبول کرنیکے صیغون مین لفظ

نکاح قبول کرنیکا جیسا کہ قَبِلْتُ نِکَاحَہَا
قبول کیا مین نے نکاح اسکا تا لفظ جورو بنا قبول
کرنیکا جیسا کہ قَبِلْتُ تَزْوِیجَہَا قبول کیا مین نے
جورو بنا اسکا ہونا شرط ہی اور قَبِلْتُ نِکَاحَہَا او تزویجہا
قبول کیا مین نے نکاح اسکا او رجورو بنا اسکا اور امام اعظم
صاحب کے نزدیک نکاح قبول کرنیکے لئے قَبِلْتُ قبول کیا مین نے
اتنا کہنا بھی بس ہے بوجھا چاہئے کہ نکاح قبول کرنے کے
صیغہ کہنے کی ترتیب خاتمہ کی چھٹی فصل مین
بتفصیل ذکر کیجاویگی انشاء اللہ تعالی
مسئلہ شرط ہی کہ وہ نکاح ناکح لے لئے قبول
کیا جاوے چنانچہ ناکح کے لئے نکاح قبول کرنے

کے لفظ خاتمہ کی چوتھی فصل مین تفصیل ذکر کئے
جاوینگے انشاء اللہ تعالی مسئلہ ٹھہری
ہوئی مہر منکوحہ کی ایجاب کرنے والے نے
ایجاب کے صیغے مین ذکر کیا ہے تو نکاح قبول کرنے والے
نے نکاح قبول کرنے کے صیغے مین وہی مہر
قبول کرنا شرط ہے پس اگر ایجاب قبول کرنے
مہر منکوحہ کی ایجاب کے صیغے مین ذکر کرے اور
نکاح قبول کرنے والا فقط نکاح قبول کرے اور مہر
قبول نکرے تو وہ نکاح درست ہوتا نہیں اما
ایجاب کے صیغے مین مہر بیان کرنے کے
جو لفظ ایجاب کرنے والے نے کہا ہوگا وہی لفظ

قبول کے صیغے مین کہنا شرط نہین بلکہ لِھٰذٰ المھر المذ
کُوْر اس مہر مذکور سے کہا تو بھی بس ہے
مسئلہ نکاح کے ایجاب و قبول کے صیغے عربی
زبان سے ہونا شرط نہین بلکہ فارسی یا ہندی یا غیرہ
زبان سے ہونا درست ہے اور بعضے علما شافعی
مذہب کے فرماتے ہین کہ نکاح کے ایجاب و قبول کا
صیغہ عربی زبان کے سوا دوسری زبان سے ہونا مطلق
درست نہین برابر ہے کہ صیغہ کہنے والے زبان
عربی سمجھتے ہون یا نہ ہون اور عربی نہ جاننے
والے کو نکاح کے ایجاب و قبول کا صیغہ زبان عربی
سے پڑھا جاوے اور وہ اتنا جانتے کہ یہہ صیغہ نکاح کے

لئے مقرر ہی تو وہ نکاح سب کے نزدیک درست ہی

اَمّا نکاح کے ایجاب وقبول کا صیغہ عربی زبان سے

کہکر اسکا ترجمہ بھی اپنی زبان سے کہے تو بہتر ہی

چنانچہ ترتیب اسکی خاتمہ کی ساتھوین فصل مین معلوم

ہوگی انشاءاللہ تعالی مسئلہ شرط ہی کہ نکاح کے

ایجاب کے درمیان فاصلہ اور درنگی نہووے

یعنے جب منکوحہ کیطرف سے ایجاب کا صیغہ کہا جاوے

تب ویسا ہی ناکح کی طرف سے قبول کا صیغہ بھی کہا

جاوے پس اگر ایجاب کے درمیان اور قبول کے

درمیان اتنی درنگی ہوجاوے کہ دونوں مین جدائی

معلوم پڑے یا ایجاب کا صیغہ کہے کے بعد درمیان دوسری

یا تین کہکر پہر قبول کا صیغہ کہا جاوے تو وہ نکاح
درست ہوتا نہین

رکن دوسرا

نکاح کے دو شاہد ہونا چاہئے کہ نکاح درست
اور منعقد ہونے کے لئے نکاح کے ایجاب
قبول کا صیغہ دو شاہدون کے روبرو ہونا اور اُن
دونونے سننا ضرور ہے

مسئلہ شرط ہے کہ

نکاح کے دونو شاہد عاقل اور بالغ اور حر یعنی آزاد
اور مرد اور عادل اور دیکھنے والے اور سننے والے
اور مسلمان ہوین پس اگر وے شاہد کسیکے غلام
ہونگے یا نکو نہین ہونگے یا فاسق بدکار یعنی بے نمازی
یا شرابی یا زانی یا جھوٹ کہنے والے یا مثل اس کے

گناہ کبیرہ کرنے والے ہونگے یا گالی کی حد ماری
ہوئی ہونگے یا اندھے ہونگے یا بہرے ہونگے
یا کافر و مشرک ہونگے اور ان کے روبرو نکاح
ہوگا تو وہ نکاح درست نہین اور اعظم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب ہین نکاح دونون شاہد
حر ہین یعنے آزاد اور عاقل اور بالغ اور سننے والے
اور مسلمان ہونا شرط ہے پس اگر ایک مرد اور دو عورتونکی شہادت
سے یا اندہونکی شہادت سے یا فاسق بدکارون کی شہادت سے
سے یا گالی کی حد ماری ہوئونکی شہادت سے نکاح
ہوا ہو تو وہ نکاح شافعیون کے نزدیک درست
نہین اور حنفیون کے نزدیک درست ہے

مسئلہ منکوحہ عورت آزاد عاقلہ بالغہ کے
نکاح کے لئے اذن اور رضامندی اس کی ضرور
ہوگی تو اس کے اذن اور رضامندی پر دو شاہد
رکھنا بہتر ہے شرط نہیں رکن تیسرا منکوحہ کا
ولی تو چاہئے کہ نکاح منعقد اور درست ہونیکے
لئے منکوحہ کے ولی نے صیغہ ایجاب کا کہنا ضروری
اور امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
منکوحہ عاقلہ بالغہ آزاد کا نکاح ہونے کے للئے
صیغہ ایجاب کا اس کے ولی نے کہنا ضرور نہیں بلکہ
اسنے خود کہنا درست ہے اما اس کے ولی نے
کہنا مستحب ہے اور جب وہ منکوحہ بالغہ نہووے ۔

خواہ وہ ولی ہووے یا آزاد نہ ہووے تو اس کے نکاح کے
ایجاب کا صیغہ اس ولی نے کہنا شرط ہے پس اگر
کوئی شخص منکوحہ کا ولی نہ ہووے یا اس کے ولی کا وکیل
نہ ہووے نے اس منکوحہ کا نکاح کسی شخص کے ساتھ کر دیوے
تو وہ نکاح امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
درست نہیں اور اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اگر وہ منکوحہ بالغہ عاقلہ آزاد ہو تو خود اس نے اور
بالغہ عاقلہ آزاد نہ ہو تو اس کے ولی نے وہ نکاح
جائز و درست رکھا تو درست ہے اور رد کیا تو باطل ہے
مسئلہ آزاد عورت کا نکاح کر دینے کے لئے
ولی اسکا بالغ اور عاقل اور آزاد اور عادل و مسلمان

اور پوری نظر کا ہونا شرط ہے اور امام اعظم صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منکوحہ عورت کا ولی عادل

ہونا شرط نہیں پس اگر کسی عورت کا نزدیک کا ولی

بچہ یا دیوانہ یا کسیکا غلام یا کافر و مشرک یا کم عقل

یا عقل میں خلل پڑا ہوا ہو تو اس نے اس عورت کا نکاح

کر دینا دونوں مذہبوں درست نہیں بلکہ اس کے بعد

کا دوسرا ولی اس عورت کے نکاح کا ولی ہوتا ہے

اور جب اس عورت کا ولی فاسق بدکار ہو تو اس نے

اس عورت کا نکاح کر دینا شافعی مذہب میں درست نہیں

اور حنفی مذہب میں درست ہے مسئلہ

آزاد عورت جب بالغہ نہو یا عاقلہ نہو تو دونوں مذہب

ہین اس عورت کے نکاح کے لئے تو ولی ہونا
ضروری ہے اور جب وہ عورت بالغہ عاقلہ ہو تو
امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ عورت
اپنی نکاح کی آپ خود ولی ہوتی ہے دوسرا ولی اوس کے
نکاح کے لئے ضرور نہین اور امام شافعی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے بھی نکاح کے لئے
ولی ہونا ضرور ہے بنا بر اسکی اس عورت کا نکاح کرا دینے
کے لئے ولی اس عورت کا پہلے باپ اسکا ہے پھر اسکا
دادا اگرچہ دور اوپر کا ہووے پھر اس عورت کا سگا
بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر اس عورت کے سگے بھائی کا
بیٹا پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا پھر اس عورت کے سگے

بھائی کا پوتا پھر سوتیلے بھائی کا پوتا اگرچہ دو رپچین کے
ہون درجہ بدرجہ اس عورت کے نکاح کے ولی
ہوتے ہین پھر اس عورت کا سگا چچا پھر سوتیلا چچا
پھر اس کے سگے چچا کا بیٹا پھر اس کے سگے چچا کا پوتا
پھر اس کے سوتیلے چچا کا پوتا جہان تک کہ دور ہون
درجہ بدرجہ اس عورت کے نکاح کے ولی ہوتے ہین
پھر اس عورت کے باپ کا سگا چچا پھر اس عورتکے باپکا
سوتیلا چچا پھر اس عورت کے باپ کے سگے چچا کا
بیٹا پھر اس عورت کے باپ کے سوتیلے چچا کا بیٹا
پھر اس عورت کے باپ کے سگے چچا کا پوتا اگرچہ
دور نیچین کے ہون درجہ بدرجہ اس عورت کے نکاح

لی ہوتے ہین پھر اس عورت کے دادا کا سگا چچا پھر دادا کا سو
بہا پھر اس کے دادا کے سگے چچا کا بیٹا پھر اس کے دادا کے
سوتیلے چچا کا بیٹا پھر دادا کے سگے چچا کا پوتا پھر اس کے
دادا کے سوتیلے چچا کا پوتا جہان تک کہ یہ جتنے ہون درجہ بدرجہ
اس عورت کے نکاح کے ولی ہوتے ہین پھر اس عورت کو
آزاد کرنیوالا اس کے نکاح کا ولی ہوتا ہے اور جب آزاد
کرنیوالا جیتا نہ ہووے تو اسکا بیٹا پوتا دادا بھائی چچا وغیرہ
جو اس آزاد کرنیوالیکا عصبہ وارث ہوگا سو اوپر لکھی ہوئی
ترتیب سے اس عورت کے نکاح کا ولی ہوتا ہے یہان تک
کہ اس عورت کو آزاد کرنیوالیکا آزاد کرنے والا بھی
اسی عورت کے نکاح کا ولی ہوتا ہے

پھر بعد ان ولیون کے امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کے مذہب کے موافق اس عورت کے محکمیکا
قاضی اس عورت کے نکاح کا ولی ہوتا ہے اور امام
حنفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد ان ولیون کے
یعنے اس عورت کے آزاد کرنے والے بعد اور
اس کے عصبہ وارثون کے بعد اس عورت کی مان
اس کے نکاح کی ولی ہوتی ہے پھر اس عورتکی دادی
پھر اس عورت کا نانا پھر اس عورت کی سگی بہن پھر سوتیلی
بہن پھر اس عورتکا ماں جایا بھائی یا متری بہن پھر ان کے
بیٹے پوتے پھر اس عورت کا ماں جایا چچا پھر اسکے بیٹے پوتے
پھر اس عورتکی سگی پھوپی پھر سوتیلی پھوپی پھر متری پھوپی پھر اس عورتکا

سگا ماموں پھر سوتیلا ماموں پھر متیرا ماموں پھر اس
عورت کی سگی خالہ پھر سوتیلی خالہ پھر متیری خالہ پھر
اس عورت کے سگے چچا کی بیٹی پھر سوتیلی چچا کی بیٹی
پھر متیرے چچا کی بیٹی پھر اس عورت کے سگے پھوپی
کی بیٹی پھر سوتیلی پھوپی کی بیٹی پھر متیری پھوپی کی بیٹی
پھر اس عورت کے محکمہ کا قاضی اس عورت کے نکاح
کے ولی ہوتے ہیں اما جب وہ عورت آزاد نہ ہو تو
اس کے نکاح کی ولایت اس کے مالک کو ہے دوسرے ولی
کو نہیں اور کسی عورت منکوحہ کے باپ دادا وغیرہ
ولی نے کسی شخص کو اس عورت کا نکاح کر دینے کی وصیت
کی ہو تو وہ شخص اس وصیت پر اس عورت کا نکاح

کر دینے کا ولی ہوتا نہیں مسئلہ جو عورت کہ خود اپنے
نفس کو خود آپ یا اپنے وکیل کے ہاتھ کسی شخص کے ساتھ
نکاح کر دیوے یا اپنی بیٹی وغیرہ کی ولی ہو کر یا کسی عورت
کی یا اس کے ولی کی وکیل ہو کر اسکو خود آپ یا اپنے
وکیل کے ہاتھ کسی شخص کے ساتھ نکاح کر دیوے یا کسی
ناکح کی ولی یا وکیل ہو کر یا اس کے ولی کی وکیل ہو کر اسکے
لیے خود آپ یا اپنے وکیل کے ہاتھ کسی عورت کا نکاح
قبول کرے تو ان سب صورتوں میں وہ نکاح امام شافعی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہوتا نہیں اور
امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست
ہوتا ہے بشرطیکہ وہ عورت بالغہ عاقلہ آزاد ہو

مسئلہ آزاد عورت بالغہ عاقلہ بالغہ باکرہ کا جو
یا بدون وطی کے انگلی سے بکر توڑ کر ثیبہ ہوئی سو عورت کا
نکاح اسکی رضامندی اور حکم کے سوا اسکے باپ یا دادے نے
کر دینا درست ہی مگر اذن کے ساتھ ہو تو بہتر ہی اور
اس کے باپ اور دادے کے سوا باقی کے ہر ایک ولی نے
نکاح اسکا بدون اذن اور رضامندی اس کے کر دینا
درست نہین اور اذن اور رضامندی کے ساتھ درست
ہی اور عورت آزاد عاقلہ بالغہ ثیبہ کا نکاح بدون
اذن اور رضامندی کے اس کے باپ یا دادا وغیرہ
کسی ولی نے کر دینا درست نہین اور اذن اور رضامندی
کے ساتھ درست ہی اور آزاد عورت نابالغہ بکرہ کا

نکاح اس کے باپ یا دادا دینے کر دینا درست ہے اور
باپ اور دادا کے سوا کسی ولی نے نکاح اسکا کر
دینا درست نہیں اور آزاد عورت بالغہ ثیبہ کا نکاح
اس کے باپ دادا وغیرہ ہر ایک ولی نے کر دینا درست
نہیں اور امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
عورت آزاد عاقلہ بالغہ باکرہ یا ثیبہ کا نکاح اس کے
اذن اور رضامندی کے سوا اس کے باپ دادا وغیرہ
ہر ایک ولی نے کر دینا درست نہیں اور اذن اور
رضامندی کے ساتھہ درست ہے اور عورت آزاد
عاقلہ بالغہ یا ثیبہ کا نکاح اس کے باپ دادا وغیرہ
ہر ایک ولی نے کر دینا درست ہے مگر باپ اور دادا کو

سنوا دو سرا ولی نے یہان تک کہ قاضی نے کر دیا ہو
اس نا بالغہ عورت کا نکاح ثابت و لازم ہوتا نہین بلکہ
وہ نا بالغہ عورت بالغہ ہوئے وہسا ہی نکاح اپنا
قاضی کے حکم سے فسخ کرنیکو مختار ہے مسئلہ
عورت آزاد بالغہ دیوانی کا نکاح اس کے باپ دادا نے
کسی شخص کے ساتھ کر دینا لازم ہے اور امام اعظم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب مین اس بالغہ دیوانی کا نکاح
اس کے باپ دادا وغیرہ ہر ایک ولی نے کر دینا
لازم ہے مسئلہ آزاد عورت بالغہ عاقلہ کا
نکاح کر دے دینے کے لئے ولی اسکا اس سے
اذن مانگے تو اس نے منہہ سے صاف اذن دینا

ضرور نہین بلکہ چپ ہو جاوے یا ہنسے تو بھی اذن
اسکا ہے اور روے یا گالون پر مار لیوے
تو اذن اسکا ہوا نہین اور جو عورت بدون وطی
کے مثلا انگلی سے یکر توڑ کر ثیبہ ہوئی ہو اس عورت
کا بھی یہی حکم ہے اور آزاد عورت بالغہ عاقلہ ثیبہ کا
نکاح کر دینے کا اذن اس سے مانگے تو اس نے صاف
منہہ سے اذن کر دینا ضرور ہے یعنے منہہ سے کہے کہ اس فلان
کے ساتھ نکاح کرنیکو راضی ہون اگر چپ ہو جاوے
یا ہنسے تو اذن اسکا ہوا نہین اور اس باب مین خواہ
مخفی یا ظاہر زنا کاری سے ثیبہ ہوئی ہوگی سو عورت
اور حلال وطی سے یا یا شبہہ کے وطی سے ثیبہ ہوئی

ہوگی سو عورت برابر ہین اور امام اعظم صاحب رحمۃ
اللہ علیہ کے نزدیک مخفی زناکاری سے ثیبہ ہوئی
ہوگی سو عورت اذن اور رضامندی کے باب مین
باکرہ عورت کے جیسی ہے اس نے اپنے نکاح کا
صاف اذن منہہ سے دینا ضرور نہین آتا اس عورت
بالغہ کے ولی کے سوا دوسرا کوئی اجنبی شخص یا نزدیک
کا ولی ہوتے دور کا ولی اس کے نکاح کا اذن اُسی
سے مانگے تو شرط ہے کہ وہ عورت صاف منہہ سے
اذن دیوے باکرہ ہو وہ عورت یا ثیبہ ہو
مسئلہ اگر کسی عورت کے نزدیک کا ولی دو منزل
سے دور ہووے یا دو منزل سے کم دور ہوتے

رستے مین مارے جانے کے خوف سے یا مار پیٹ
ہونے کے خوف سے یا مال لوٹے جانے کے
خوف سے اس عورت کا نکاح کر دینے کے
لئے حاضر نہ ہو سکے اور نکاح ہونا اس عورت کا ضرور
ہو تو ان سب صورتون مین اس کے نکاح کی ولایت
اس کے دور کے ولی کو نہین بلکہ اسکے نکاح کا ولی
وہان کا قاضی ہوتا ہی اور جب دو منزل سے دور ہو
اور آسکتا ہی تو اس کے حکم کے سوا نکاح اس عورت کا
درست نہین اور کسی عورت کے نزدیک کا وکیل
کہین سفر مین جانے سے یا جس جہاز مین تھا سو جہاز
ٹوٹنے مین یا لڑائی مین مفقود اور گم ہو جاوے

یعنے اس کے مرے جیتے کی اور کہاں ہے اسکی
خبر معلوم نہ پڑے تو اس عورت کے نکاح کی
ولایت وہاں کے قاضی کو ہے آتا جب قاضی جو کسی
کرےکے اپنے ظن غالب پر اُس کے مرنے کا حکم
کرے تب اس عورت کا نکاح اس گم ہوئے ولی
کے بعد کے دوسرے ولی نے کر دینا درست ہے
اور امام اعظم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب کے
علما فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت نابالغہ یا دیوانی کا
ولی کیتل غائب ہو وے یعنے کہاں ہے سو معلوم
نہ پڑے اور اس کا تالاش ہو کر وہ آوے تک
اس عورت کے ساتھ نکاح کرنیوالا ٹھہرتا نہ ہوگا تو اس

عورت کے نزدیک کے ولی کے بعد کا جو دوسرا
ولی ہوگا اس نے اس عورت کا نکاح کردیا درست ہے
مسئلہ اگر کوئی عورت آزاد عاقلہ بالغہ اپنے ولی
کو کہیگی کہ مجھکو اس فلان کے ساتھ نکاح کر دے اور
وہ فلان اس عورت کا کفو اور مہر مثل کے ہو اس کے ساتھ
ولی اسکا نکاح کردینے سے مانع ہو جاوے یا باز
آوے یا آج کل پر ڈالے یا کچھ رشوت پیسے وغیرہ
مانگے یا چپکا ہو جاوے یا کہیں چھپ گیا ہووے
اور یہہ سب قاضی کے نزدیک اس کے روبرو ہونے
سکنے سے یا گواہوں سے ثبوت کو پہنچے تو ان
سب صورتوں میں ولایت اس ولی کی باطل ہو کر یعنی عورت

کا نکاح کر دینے کا ولی وہان کا قاضی ہے اسیطرح جب
کسی عورت کے درمیان اور اس کے ولی کے
درمیان ظاہر عداوت ہووے یا کسی عورت کے ولی نے
حج یا عمرے کا احرام باندھا ہو تب بھی اس عورت کے
نکاح کی ولایت وہان کے قاضی کو ہے اور امام اعظم
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب مین جب وہ عورت
آزاد عاقلہ بالغہ ہو تو اس نے اپنا نکاح آپ خود یا وکیل
کے مانند کر لینا درست ہے اور جب بالغہ عاقلہ نہو اور
اسکا نکاح کر دینے مین بہتری اور مصلحت ہو اور ولی
اسکا نکاح کر دینے سے بے سبب اور مصلحت
باز آوے تو نکاح اسکا اس کے بعد کے دوسرے ولی نے